33209/320

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم جناب حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دورِ حاضر کے نت نئے مسائل کے حل کیلئے جامعہ دار العلوم کراچی اور اس کے مشائخ کرام کی مساعی کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کوششوں کو قبول فرما کر اپنی رضا کا ذریعہ بنائے اور آپ حضرات کا سایہ ہم پر تادیر قائم فرمائے۔ آمین

گزارش یہ ہے کہ دار العلوم کراچی میں جو ٹیبلوں پر کھانے کی ترتیب ہوتی ہے اس کے بارے میں اکثر لوگ پوچھتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے؟ اور خود بندہ کو بھی اس مسئلہ پر شرح صدر نہیں ہوتا، کیونکہ اب تک جو علم میں تھا اس کے مطابق تو زمین پر بیٹھ کر کھانا سنت بھی ہے اور آپ ﷺ کے ارشاد "آکل کما یاکل العبد" سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔ ایسے میں اس افضل کو چھوڑ کر دوسرے طریقے کو اختیار کرنے کی حکمت کیا ہے؟ اگر یہ بات ذرا وضاحت کے ساتھ سامنے آجائے تو تسلی اور اطمینان کا باعث ہوگا۔

دار الافتاء

(جواب منسلکہ اوراق پر ملاحظہ فرمائیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا و مصلیا

میز یا ٹیبل پر کھانا فی نفسہ جائز ہے، شرعاً ممنوع نہیں ہے (لعدم دلیل المنع)، اسی طرح ٹیبل وغیرہ پر کھانا خلافِ سنّت بھی نہیں ہے، کیونکہ "خلافِ سنّت" اُس عمل کو کہا جاتا ہے جو خلافِ سنت ہونے کی بناء پر قابلِ نکیر ہو، اور اس معنیٰ میں خلافِ سنت اس عمل کو کہا جائے گا جو سننِ مؤکدہ (جنہیں سننِ ہدیٰ بھی کہتے ہیں) کے ترک پر مشتمل ہو، یعنی وہ افعال جو حضور ﷺ نے عبادت کے طور پر کئے ہیں اور ان پر مواظبت فرمائی ہے، اُن کو چھوڑ کر ان کے خلاف کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرنا منکر ہے، لہٰذا وہ خلافِ سنّت کہلائے گا، لیکن سننِ غیر مؤکدہ (جو اگر عبادات سے متعلق ہوں تو نفل کہلاتی ہیں اور عادات سے متعلق ہوں تو سننِ عادیہ یا سننِ زوائد کہلاتی ہیں) یعنی وہ افعال جو نبی کریم ﷺ نے عبادت کے طور پر نہیں بلکہ عادۃً کئے ہیں تو ایسی سنتوں پر بنیتِ اتباع عمل کرنا بے شک باعثِ ثواب ہے، لیکن ان کا ترک شرعاً موجبِ کراہت اور قابلِ ملامت نہیں (کما فی العبارۃ الاولیٰ والثانیۃ)، اس لئے اُن کے بجائے اگر کوئی اور مباح طریقہ اختیار کیا جائے تو وہ خلافِ سنّت نہیں کہلائے گا، (۱) اور دستر خوان بچھا کر کھانا حضور ﷺ کی سننِ عادیہ میں سے ہے، جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حدثنا عبد الله بن أبي الأسود حدثنا معاذ حدثني أبي عن يونس عن قتادة عن أنس بن مالك قال ما أكل النبي على خوان ولا في سكرجة ولا خبز مرقق قلت لقتادة على ما يأكلون قال على السفر (صحیح بخاری: ۱/ 158)

ترجمہ:

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے کبھی خوان (زمین سے اونچی تپائی وغیرہ) پر رکھ کر کھانا نہیں کھایا، نہ ہی کبھی چھوٹی چھوٹی رکابیوں میں کھایا اور نہ ہی آپ کیلئے کبھی چپاتی پکائی گئی، حضرت قتادہؒ سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ کس چیز پر رکھ کے کھانا کھاتے تھے؟ انہوں نے کہا: دستر خوان پر

(جاری ہے ---)

---

(۱): جیسا کہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے امداد الفتاویٰ: ۴/ ۲۲۴ میں سر پر بال رکھنے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے:

"سنت مقتہ وہ ہے جس کو حضور ﷺ نے بطور عبادت کیا ہے، ورنہ سننِ زوائد سے ہوگا، تو بال رکھنا حضور ﷺ کا بطور عادت کے ہے نہ بطور عبادت کے، اس لئے اولیٰ ہونے میں تو شبہ نہیں، مگر اس کے خلاف کو خلاف سنت نہیں کہیں گے ... الخ"

اس لئے اگر چہ یہی طریقہ یعنی دستر خوان بچھا کر زمین پر بیٹھ کر کھانا سنّت کے قریب، افضل اور باعثِ برکت وسعادت ہے اور عام حالات میں بلا حاجت اس کو ترک نہیں کرنا چاہئے، لیکن اگر کسی وجہ سے اس طریقہ کو چھوڑ کر کوئی دوسرا مباح طریقہ اختیار کر لیا جائے تو اس کو بھی ناجائز یا مکروہ نہیں کہا جائے گا، چنانچہ میز کرسی پر کھانے کا جو طریقہ اب رائج ہے یہ بھی مکروہ نہیں۔

واضح رہے کہ مذکورہ حدیث میں دستر خوان پر کھانے کے معمول کو بیان کرنے کے ساتھ یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی "خوان" (زمین سے اونچی تپائی وغیرہ) پر کھانا نہیں کھایا، شرّاحِ حدیث نے اس کی تین وجوہ ذکر فرمائی ہیں:

۱۔۔۔ اصل وجہ تو یہی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے لئے کئی مصلحتوں اور حکمتوں کے پیشِ نظر زہد و قناعت اور سادگی والی زندگی کو اختیار فرمایا تھا، اس لئے آپ ﷺ نے اسے استعمال نہیں فرمایا۔(کما فی العبارۃ الثالثۃ)

۲۔۔۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ "خوان" (زمین سے اونچی تپائی وغیرہ) استعمال کرنے کا منشاء بسا اوقات تکبر ہوتا ہے، تاکہ کھانا اونچا کر لیا جائے اور بار بار زیادہ سر جھکانا نہ پڑے اور حضور ﷺ نے کھانے کے معاملے میں بھی تواضع و عبدیت کا خصوصی اہتمام فرمایا تھا اس لئے آپ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں اس کے استعمال سے گریز فرمایا۔(کما فی العبارۃ الرابعۃ)

۳۔۔۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ اس زمانے میں عربوں میں یہ "خوان" مروّج نہیں تھا(کما فی العبارۃ الخامسۃ) اور ظاہر ہے کہ جب رواج نہیں تھا تو وہاں بآسانی دستیاب بھی نہیں ہوتا ہوگا، خصوصاً اس لئے کہ خوان پیتل وغیرہ سے بنایا جاتا تھا اور اتنا بھاری ہوتا تھا کہ اسے دو آدمی مل کر ہی اٹھا سکتے تھے، جیسا کہ اس فتوے کے آخر میں عبارت نمبر چھ میں "عمدۃ القاری" کے حوالے سے آئے گا، ظاہر ہے کہ اُس زمانے میں جبکہ اس کا رواج ہی نہیں تھا تو اس کا حاصل کرنا بھی آسان نہیں ہوگا، اس لئے آپ ﷺ نے اسے استعمال نہیں فرمایا۔

لیکن مذکورہ حدیث کی وجہ سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ "چونکہ آپ ﷺ نے اسے استعمال نہیں فرمایا اس لئے اب اس پر کھانا کھانا ناجائز یا خلافِ سنّت ہے"، کیونکہ حضور ﷺ کا کسی چیز کو استعمال نہ کرنا اس کے حرام یا مکروہ ہونے کی دلیل نہیں جبکہ کوئی دلیلِ شرعی منع کی موجود نہ ہو، مثلاً آنحضرت ﷺ نے چھوٹی رکابیاں استعمال نہیں فرمائیں یا چپاتی تناول نہیں فرمائی (جیسا کہ حضرت انسؓ کی مذکورہ روایت میں ہے) مگر رکابیوں یا چپاتی کے استعمال کو ممنوع یا خلافِ سنّت نہیں کہا جا سکتا، لہٰذا اگر کسی وجہ سے کھانے کیلئے زمین پر دستر خوان بچھانے کے

(جاری ہے---)

دار الافتاء

بجائے کھانا میز یا ٹیبل پر رکھ کر کھالیا جائے تو وہ نہ ممنوع ہے نہ مکروہ، اور اسے خلافِ سنّت بھی نہیں کہہ سکتے، اس کی دلیل یہ ہے کہ مذکورہ بالا حدیث کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی اس "خوان" کا استعمال ثابت ہے، چنانچہ سنن ابن ماجہ (باب الرقاق) میں روایت ہے:

حدثنا قتادة قال كنا نأتي أنس بن مالك (قال إسحاق وخبازه قائم . وقال الدارمي وخوانه موضوع) فقال يوما كلوا . فما أعلم رسول الله صلى الله عليه و سلم رأى رغيفا مرققا بعينه حتى لحق بالله . ولا شاة سميطا قط

(سنن ابن ماجه: ص 239 طبع قديمی کتب خانہ)

ترجمہ:

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تھے (اسحاق کی روایت میں ہے: اور ان کا روٹیاں پکانے والا کھڑا ہوتا تھا، اور دارمی کی روایت میں ہے اور ان کا "خوان" رکھا ہوا ہوتا تھا) پس حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک دن فرمایا کھاؤ،(2) مجھے نہیں معلوم کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی باریک چپاتی اپنی آنکھ سے دیکھی ہو یا سالم بھنی ہوئی بکری دیکھی ہو یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے جا ملے۔

اس حدیث سے خود حضرت انسؓ سے "خوان" کا اور اُن چیزوں (باریک چپاتی، مسلّم بُھنی ہوئی بکری) کا استعمال ثابت ہو رہا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے زندگی بھر میں کبھی استعمال نہیں فرمائیں، نیز مشہور تابعی ابو الشعثاء حضرت جابر بن زیدؒ سے بھی "خوان" کا استعمال ثابت ہے چنانچہ مصنّف ابن ابی شیبہ میں روایت ہے:

عن سلام بن مسكين ، قال : دخلت على جابر بن زيد وهو يأكل على خوان خلنج. (مصنف ابن أبي شيبة - ترقيم عوامة - 12/ 435 ط:ادارة القرآن)

ترجمہ:

سلام بن مسکین کہتے ہیں کہ میں حضرت جابر بن زیدؒ کے پاس گیا اور وہ خلنج (3) درخت کی لکڑیوں سے بنے ہوئے "خوان" پر کھا رہے تھے۔

(جاری ہے ---)

---

(2): ابن ماجہ کے حاشیہ میں لکھا ہے: وفيه اشارة الى ان المرقق و المسموط كان حاضرا عند انس حيث قال كلوا۔انتہیٰ یعنی حضرت انسؓ کے پاس یہ چیزیں موجود تھیں تبھی تو کھانے کا فرمایا۔

(3): (خلنج) الخَلَنْجُ شجر فارسي مُعَرَّبٌ تتخذ من خشبه الأواني (لسان العرب - 261/2)

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کا "خوان" کو استعمال نہ کرنا اس کے ممنوع یا مکروہ ہونے کی دلیل نہیں ہے ورنہ حضرت انس ؓ (جو سفر و حضر کے خادم اور ساتھ رہنے والے تھے) اور حضرت جابر بن زید ؒ ہرگز اس کو استعمال نہ فرماتے۔

ہماری اس بات کی تائید امام غزالی ؒ کی درج ذیل عبارت سے بھی ہوتی ہے:

واعلم أنا وإن قلنا الأكل على السفرة أولى فلسنا نقول الأكل على المائدة منهي عنه نهي كراهة أو تحريم إذ لم يثبت فيه نهي وما يقال إنه أبدع بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم فليس كل ما أبدع منهيا، بل المنهي بدعة تضاد سنة ثابتة وترفع أمرا من الشرع مع بقاء علته بل الإبداع قد يجب في بعض الأحوال إذا تغيرت الأسباب وليس في المائدة إلا رفع الطعام عن الأرض لتيسير الأكل وأمثال ذلك مما لا كراهة فيه.....وأما المائدة فتيسير للأكل وهو أيضا مباح ما لم ينته إلى الكبر والتعاظم

(احیاء علوم الدین 2/6 مکتبہ قاضی پشاور)

امام غزالی ؒ کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ:

" اگرچہ دستر خوان پر کھانا زیادہ بہتر ہے لیکن اس کے باوجود میز (A) وغیرہ پر کھانے کو مکروہِ تحریمی یا تنزیہی نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ اس کی ممانعت کہیں ثابت نہیں، البتہ اتنی بات ہے کہ اس کا استعمال حضور ﷺ کے بعد شروع ہوا ہے، لیکن ہر نئی ایجاد شدہ چیز ممنوع نہیں ہوتی، بلکہ ایسی بدعت ممنوع ہے جو سنّت کے مقابلے میں ہو اور کسی حکم شرعی کو اس کی

(٨)۔ إحياء علوم الدين – (2 /6 ط:مكتبه حقانيه پشاور)

القسم الأول في الآداب التي تتقدم على الأكل وهي.....الثالث أن يوضع الطعام على السفرة الموضوعة على الأرض فهو أقرب إلى فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم من رفعه على المائدة كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أتى بطعام وضعه على الأرض فهذا أقرب إلى التواضع فإن لم يكن فعلى السفرة فإنها تذكر السفر ويتذكر من السفر سفر الآخرة وحاجته إلى زاد التقوى....الى قوله..... واعلم أنا وإن قلنا الأكل على السفرة أولى فلسنا نقول الأكل على المائدة منهي عنه نهي كراهة أو تحريم ..... وأما المائدة فتيسير للأكل وهو أيضا مباح ما لم ينته إلى الكبر والتعاظم..... **واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب**

محمد حذیفہ عفا اللہ عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۴۔ محرم الحرام ۔ ۱۴۳۵ھ

۹۔ نومبر ۔ ۲۰۱۳ء

الجواب صحیح

مفتی

الجواب صحیح

مفتی

الجواب صحیح

مفتی

الجواب صحیح

مفتی

الجواب صحیح

مفتی

الجواب صحیح

مفتی

الجواب صحیح

مفتی